

زمانہ رسول (ص) میں حضرت علی علیہ السلام کی زندگی

<?xml encoding="UTF-8?">

عظیم افراد اور ان کے دوست اور دشمن

کائنات کی اہم اور بزرگ شخصیتوں کے سلسلے میں کئی طرح کے پہلو نظر آتے ہیں کبھی بالکل مختلف اور کبھی بالکل برعکس، کبھی ان کے دوست ایسے ہوتے ہیں کہ دوستی کے آگے وہ کچھ نہیں دیکھتے اور پروانہ کے مانند اپنی ساری زندگی ان پر نثار و قربان کردیتے ہیں اور اس دوستی کی وجہ سے بدترین مصیبت اور مشکلات، سختی اور شکنجے کو بھی برداشت کرتے ہیں اور اسی کے برعکس ان کے دشمن بھی ایسے ہوتے ہیں جو شیطان صفت، کینہ و بغض اور حسد میں ہمیشہ جلتے رہتے ہیں اور کبھی بھی عداوت و دشمنی سے باز نہیں آتے کہ صلح و آشتی کی راہ ہموار ہوسکے، ان افراد کی دوستی اور دشمنی کبھی کبھی اس قدر حد سے تجاوز کرجاتی ہے جس کی انتہا نہیں ہوتی اور وقت اور مقام کا بھی خیال نہیں رکھتی اور پھر بہت دنوں تک اور مختلف جگہوں پر یہ سلسلہ قائم رہتا ہے اور یہ عداوت و دشمنی انسان کے باعظمت اور محترم و باکمال ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

کائنات کی عظیم اور بزرگ شخصیتوں کے درمیان مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام کے علاوہ کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہے جس کے بارے میں نظریے قائم ہوئے ہوں۔ آپ سے محبت اور دشمنی کرنے میں بھی آپ جیسا کوئی نہیں ہے، آپ کے چاہنے والوں کی بھی تعداد بہت ہے اور آپ کے دشمنوں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے، عظیم شخصیتوں اور انسانوں کے درمیان فقط جناب حضرت عیسیٰ مسیح - کی طرح ہیں جو مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام کی طرح ہیں۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ - سے دوستی اور دشمنی کرنے والے دو متضاد دھڑے نظر آتے ہیں، اس طرح دونوں آسمانوی پیشواؤں میں مشابہت پائی جاتی ہے۔

حضرت عیسیٰ - دنیا کے تمام عیسائیوں کے گمان و خیال میں وہی خدا ئے مجسم ہے جس نے اپنے بندوں اور چاہنے والوں کو اپنے باپ حضرت آدم (ع) سے ورثہ میں ملے ہوئے گناہوں سے نجات دلانے کے لئے زمین پر آئے اور آخرکار سولی پر چڑھا دیئے گئے وہ عامعیسائیوں کی نگاہ میں الوہیت کے علاوہ کوئی اور شخصیت کے مالک نہ تھے۔

ان کے مقابلے میں یہودی ان کے بالکل برخلاف ہیں انہوں نے حضرت پر الزام و اتہام لگایا ہے اور جھوٹ کی نسبت دی ہے اور ایسی ناروا تہمتیں لگائیں کہ جس کا تذکرہ باعث شرم ہے اور آپ کی مقدس و پاکیزہ ماں کی طرف غلط نسبتیں دی ہیں۔

بالکل ایسے ہی اور بھی کچھ افراد ہیں جو مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں متضاد فکر رکھتے ہیں ایک گروہ کم ظرف اور تنگ نظر ہے اور دوسرا کچھ زیادہ ہی الفت و محبت کی وجہ سے خدا کے مطیع و فرمانبردار کو مقام الوہیت تک پہنچا دیا ہے اور جو کرامتیں اور معجزات حضرت کی پوری زندگی میں ظاہر ہوئے اس کی وجہ سے وہ خدا مان بیٹھے ہیں افسوس کہ اس گروہ نے اپنے کو اس مقدس نام ”علوی“ سے منسوب کر رکھا ہے اور آج بھی اس نظریہ پر چلنے والے اور ان کی پیروی کرنے والے افراد کثرت سے موجود

ہیں۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ شیعیت کی تبلیغ کرنے والوں نے آج تک اس مسئلے کو سنجیدگی سے نہیں لیا تاکہ حضرت علی علیہ السلام کے حقیقی چہرے کو ان کے سامنے ظاہر کریں اور ان لوگوں کی صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کریں جس راستے پر خود حضرت علی علیہ السلام افتخار کر رہے ہیں اس گروہ کے مقابلے میں، ایک اور گروہ جس نے خلافت ظاہری کے ابتدائی دنوں سے ہی امام علیہ السلام سے بغض و عداوت اپنے دل میں بٹھا رکھی اور پھر کچھ مدت کے بعد خوارج اور نواصب نامی گروہ کے شکل میں ابھر کر سامنے آگئے، پیغمبر اسلام (ص) حضرت علی علیہ السلام کے زمانہ حکومت میں ان دونوں گروہوں کے ظہور کے سلسلے میں بخوبی آگاہ تھے اسی وجہ سے آپ نے حضرت علی علیہ السلام سے ایک موقع پر فرمایا تھا:

”هَلَكَ فِيكَ اِثْنَانِ مُحِبٌّ عَالٍ وَ مُبْغِضٌ قَالِ“ [1]

تمہارے ماننے والوں میں سے دو گروہ ہلاک ہوں گے ایک وہ گروہ جو تمہارے بارے میں غلو کرے گا اور دوسرا وہ گروہ جو تم سے دشمنی و عداوت رکھے گا۔

حضرت علی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان ایک اور بھی مشابہت پائی جاتی ہے اور یہ وہ مقام ہے جہاں پران دو شخصیتوں کی ولادت ہوئی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت مقدس، سرزمین بیت اللحم (بیت المقدس کے علاوہ ہے) پر ہوئی اور یہی وجہ ہے کہ بنی اسرائیل کے تمام پیغمبروں سے آپ ایک جہت سے برتر و افضل ہیں، اور مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام کی ولادت مکہء مکرمہ کی مقدس سرزمین خانہ کعبہ کے اندر معجزاتی طور پر ہوئی، اور آپ نے خدا کے گھر (مسجد کوفہ) میں جام شہادت نوش کیا اور حسن مطلع کے مقابلے میں حسن ختام سے بہرہ مند ہوئے جو حقیقت میں بے مثال ہے اور کتنی عمدہ بات ہے کہ آپ کے متعلق کہا جائے ”نازم بہ حسن مطلع و حسن ختام او“ (یعنی ہم اس حسن مطلع اور حسن ختام پر افتخار کرتے ہیں اور نازاں ہیں)

حضرت علی علیہ السلام کی شخصیت کے تین پہلو:

ماہرین نفسیات کی نظر میں ہر انسان کی شخصیت کے نکھار میں تین اہم عوامل ہوتے ہیں جن میں سے ہر ایک شخصیت سازی میں مؤثر ہوتا ہے گویا انسان کی روح اور صفات اور فکر کرنے کا طریقہ مثلث کی طرح ہے اور یہ تینوں پہلو ایک دوسرے سے ملنے کی وجہ سے وجود میں آتے ہیں اور وہ تینوں عامل یہ ہیں۔

۱۔ وراثت ۔

۲۔ تعلیم و تربیت۔

۳۔ محیط زندگی۔

انسان کے اچھے اور برے صفات اور اس کی عظیم و پست خصلتیں ان تینوں عامل کی وجہ سے وجود میں آتی ہیں اور رشد و نمو کرتی ہیں۔

وراثت کے عوامل کے سلسلے میں مختصروصاحت: ہماری اولادیں ہم سے صرف ظاہری صفات مثلاً شکل و صورت ہی بطور میراث نہیں لیتے بلکہ ماں باپ کے باطنی صفات اور روحانی کیفیت بھی بطور میراث اولاد میں منتقل ہوتی ہیں۔

تعلیم و تربیت اور اور محیط زندگی، جو انسانی شخصیت پر اثر انداز ہوتی ہیں، بہترین تربیت جسے خداوند عالم نے انسان کے ہاتھوں میں دیا ہے یا مثالی تربیت جسے بچہ ماں باپ سے بطور میراث حاصل کرتا ہے اس

کی بہت عظمت و منزلت ہے، ایک استاد بچے کی تقدیر یا اس کے درسی رجحان کو بدل سکتا ہے اور اسی طرح گناہوں سے آلودہ انسانوں کو پاک و پاکیزہ، اور پاک و پاکیزہ افراد کو گناہوں کے دلدل میں ڈال سکتا ہے یہ دونوں صورتیں انسان کی شخصیت کو اتنا واضح و روشن کرتی ہیں کہ جس کی وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ یہ بات فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ ان تینوں امور پر انسان کا ارادہ غالب ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کی خاندانی شخصیت :

حضرت علی علیہ السلام کی ولادت جناب ابوطالب (ع) کے صلب سے ہوئی۔۔۔ حضرت ابوطالب علیہ السلام بطحاء (مکہ) کے بزرگ اور بنی ہاشم کے رئیس تھے۔ آپ کا پورا وجود مہربانی و عطوفت، جانبازی اور فداکاری اور جود و سخا میں آئین توحید کا آئینہ دار تھا۔ جس دن پیغمبر اسلام (ص) کے دادا حضرت عبد المطلب کا انتقال ہوا اس وقت آپ صرف آٹھ سال کے تھے اور اس دن سے ۲۲ سال تک آپ نے پیغمبر اسلام (ص) کی حفاظت، سفر ہو یا حضر، کی ذمہ داری اپنے ذمے لے لی تھی اور بے مثال عشق و محبت سے پیغمبر اسلام (ص) کے مقدس ہدف، جو کہ وحدانیت پروردگار تھا، میں جم کر فداکاری کی اور یہ حقیقت آپ کے بہت سے اشعار ”دیوان ابوطالب“ سے واضح ہوتی ہیں مثلاً:

”لَيَعْلَمَنَّ خِيَارُ النَّاسِ أَنَّ مُحَمَّدًا نَبِيٌّ كَمُوسَىٰ وَ الْمَسِيحِ بْنِ مَرْيَمَ“ [2]

پاک و پاکیزہ اور نیک طینت والے یہ جان لیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم)، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کی طرح پیغمبر ہی اور دوسری جگہ فرماتے ہیں:

”أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّا وَجَدْنَا مُحَمَّدًا رَسُولًا كَمُوسَىٰ خُطَّ فِي أَوَّلِ الْكُتُبِ“ [3]

کیا تم لوگ نہیں جانتے کہ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) موسیٰ - کی طرح آسمانی رہبر اور رسول ہیں، اور ان کی پیغمبری کا تذکرہ آسمانی کتابوں میں درج ہے۔

ایک ایسی قربانی، کہ جس میں تمام بنی ہاشم ایک سوکھی اور تپتی ہوئی غار میں قید ہو گئے اور یہ چیز مقصد سے عشق و محبت کے علاوہ ممکن نہیں ہے کہ اتنا گہرا معنویت سے تعلق ہو، رشتہ کی الفت و محبت اور تمام مادی عوامل اس طرح کی ایثار و قربانی کے روح انسان کے اندر پیدا نہیں کرسکتیں۔

حضرت ابو طالب کے ایمان کی دلیل اپنے بھتیجے کے آئین و قوانین پر اس قدر زیادہ ہے جس نے محققین کی نظروں کو اپنی طرف جذب کر لیا ہے۔ مگر افسوس کہ ایک گروہ نے تعصب کی بنیاد پر ابوطالب پر شک کیا اور دوسرے گروہ نے تو بہت ہی زیادہ جسارت کی ہے اور آپ کو غیر مومن تک کہہ ڈالا ہے۔ حالانکہ وہ دلیلیں جو حضرت ابو طالب کے لئے تاریخ و حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں اگر اس میں سے تھوڑا بہت کسی اور کے متعلق تحریر ہوتا تو اس کے ایمان و اسلام کے متعلق ذرہ برابر بھی شک و تردید نہ کرتے۔

مگر انسان نہیں جانتا کہ اتنی دلیلوں کے باوجود بعض انسانوں کا دل روشن نہ ہو سکا (اور وہ گمراہی کے دلدل میں پھنسے ہیں)

حضرت علی علیہ السلام کی ماں کی شخصیت :

آپ کی مادر گرامی فاطمہ بنت اسد، جناب ہاشم کی بیٹی ہیں۔ آپ وہ پہلی خاتون ہیں جو پیغمبر پر ایمان سے پہلے آئین ابراہیمی پر عمل پیرا ہوئیں۔ وہ وہی پاکیزہ و مقدس خاتون ہیجو دردزہ کی شدت کے وقت مسجد الحرام کی طرف آئیں اور دیوار کعبہ کے قریب جاکر کہا : پروردگارا: ہم تجھ پر اور پیغمبروں پر اور آسما نی کتابوں پر جو تیری طرف سے نازل ہوئی ہے اور اپنے جد ابراہیم کے آئین پر جنہوں نے اس گھر کو بنا یا ہے ایمان کامل رکھتی ہوں۔ پروردگارا: جس نے اس گھر کو تعمیر کیا اس کی عظمت اور اس مولود کے حق کا واسطہ جو میرے رحم میں ہے اس بچہ کی ولادت کو مجھ پر آسان کر دے۔ ابھی کچھ دیر بھی نہ گزری تھی کہ فاطمہ بنت اسد معجزاتی طریقہ سے خدا کے گھر میں داخل ہو گئیں اور مولائے کائنات کی ولادت ہوئی۔ [4]

اس عظیم فضیلت کو مذہب شیعہ کے معتبر محدثین اور مورخین اور علم انساب کے معتبر دانشوروں نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ اہلسنت کے اکثر دانشوروں نے اس حقیقت کو صراحت سے بیان کیا ہے اور اس کو ایک بے مثال فضیلت کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ [5]

حاکم نیشاپوری کہتے ہیں :

خا نہ کعبہ میں علی - کی ولادت کی خبر حدیث تواتر کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہے۔ [6]

مشہور مفسر آلوسی بغدادی لکھتے ہیں :

کعبہ میں علی - کی ولادت کی خبر دنیا کے تمام مذہبوں کے درمیان مشہور و معروف ہے اور آج تک کسی کو بھی یہ فضیلت حاصل نہیں ہوئی ہے۔ [7]

پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کی آغوش میں:

اگر امام علیہ السلام کی عمر کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا جائے تو آپ کی زندگی کا ابتدائی دور پیغمبر اسلام کی بعثت سے پہلے کا دور ہوگا۔ اس وقت امام علیہ السلام کی عمر دس سال سے زیادہ نہیں تھی۔ کیونکہ جب علی علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو پیغمبر اسلام کی عمر ۳ سال سے زیادہ نہ تھی۔ اور پیغمبر اسلام چالیس سال کی عمر میں رسالت کے لئے مبعوث ہوئے۔ [8]

امام علیہ السلام کی زندگی کے حساس ترین واقعات اسی دور میں رونما ہوئے یعنی حضرت علی علیہ السلام کی شخصیت پیغمبر کے توسط سے ابھری، عمر کا یہ حصہ ہر انسان کے لئے اس کی زندگی کا سب سے حساس اور کامیاب واہم حصہ ہوتا ہے ایک بچے کی شخصیت اس عمر میں ایک سفید کاغذ کے مانند ہوتی ہے اور وہ ہر شکل کو قبول کرنے اور اس پر نقش ہونے کے لئے آمادہ ہوتا ہے۔ اس کی عمر کا یہ حصہ پرورش کرنے والوں اور تربیت کرنے والوں کے لئے سنہرا موقع ہوتا ہے تا کہ بچے کی روح کو فضائل اخلاقی سے مزین کریں کہ جس کی ذمہ داری خدا نے ان کے ہاتھوں میں دی ہے تاکہ ان کی بہترین تربیت کریں اور اسے انسانی اور اخلاقی اصولوں سے روشناس کرائیں اور بہترین اور کامیاب زندگی گزارنے کا طور طریقہ اسے سکھائیں۔

پیغمبر عظیم الشان نے اسی عظیم مقصد کے لئے حضرت علی علیہ السلام کی ولادت کے بعد ان کی تربیت کی

ذمہ داری خود لے رکھی تھی، جس وقت حضرت علی علیہ السلام کی والدہ نو مولود بچے کو لے کر پیغمبر کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو پیغمبر اسلام نے والہانہ عشق و محبت کے ساتھ اس بچے کو دیکھا اور کہا اے چچی علی کے جھولے کو میرے بستر کے قریب رکھ دیجیئے، اس جہت سے امام علی علیہ السلام کی زندگی کا آغاز پیغمبر اکرم کے لطف خاص سے ہوا، پیغمبر صرف سوتے وقت حضرت علی علیہ السلام کے گھوارے کو جھولا تے ہی نہیں تھے بلکہ آپ کے بدن کو دھوتے بھی تھے اور انہیں دودھ بھی پلاتے تھے، اور جب علی علیہ السلام بیدار ہوتے تو خلوص والفت کے ساتھ ان سے بات کرتے تھے اور کبھی کبھی انہیں سینے سے لگا کر کہتے تھے ”یہ میرا بھائی ہے اور مستقبل میں میرا ولی و ناصر اور میرا وصی اور میرا داماد ہوگا“

پیغمبر اسلام (ص) حضرت علی کو اتنا عزیز رکھتے تھے کہ کبھی بھی ان سے جدا نہیں ہوتے تھے اور جب بھی مکہ سے باہر عبادت خدا کے لئے جاتے تھے تو حضرت علی علیہ السلام کو چھوٹے بھائی یا عزیز ترین فرزند کی طرح اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ [9]

اس حفاظت و مراقبت کا مقصد یہ تھا کہ حضرت علی علیہ السلام کی شخصیت کا دوسرا پہلو جو کہ تربیت ہے آپ کے ذریعے ہو اور پیغمبر کے علاوہ کوئی شخص بھی ان کی تربیت میں شامل نہ ہو۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام اپنے خطبے میں پیغمبر اسلام کی خدمات کو سراہتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

وَقَدْ عَلِمْتُمْ مَوْضِعِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ (صلى الله عليه وآله وسلم) بِالْقَرَابَةِ الْقَرِيبَةِ وَالْمَنْزِلَةِ الْخَصِيصَةِ وَضَعْنِي فِي حَجَرِهِ وَأَنَا وَلَدِيْضُمُّنِي إِلَى صَدْرِهِ وَ يَكْنُفُنِي فِي فِرَاشِهِ وَ يَمَسِّنِي جَسَدَهُ وَ يُشَمِّنِي عَرَفَهُ وَ كَانَ يَمْضَغُ الشَّيْءَ ثُمَّ يُلْقِمُنِيهِ۔ [10]

اے پیغمبر کے صحابیو! میرے اور پیغمبر کے درمیان رشتہء اخوت اور جو احترام و مقام حضرت کے نزدیک میرا تھا اس سے تم لوگ بخوبی واقف ہو، اور تم لوگ یہ بھی جانتے ہو کہ میں ان کی آغوش محبت میں پروان چڑھا ہوں جس وقت میں کمسن تھا، مجھے سینے سے لگایا اور اپنے بستر کے قریب میرے گھوارے کو رکھا اور اپنے ہاتھوں کو میرے بدن پر پھیرا اور میں نے خوشبو ئے رسالت کو استشمام کیا (سونگھا) اور انہوں نے اپنے ہاتھوں سے مجھے کھانا کھلایا۔

پیغمبر اسلام حضرت علی علیہ السلام کو اپنے گھر لے گئے

جب خدا نے چاہا کہ اس کے دین کا عظیم ولی سردار انبیاء پیغمبر اسلام (صلى الله عليه وآله وسلم) کے گھر میں پرورش پائے اور رسول اسلام کے زیر نظر اس کی تربیت ہو تو پیغمبر اسلام کو اس کی طرف متوجہ کیا۔ اسلام کے مشہور مورخین لکھتے ہیں :

مکہ میں سخت قحط پڑا، پیغمبر کے چچا ابو طالب اپنے اہل و عیال کے ساتھ اخراجات کے متعلق بہت پریشان ہوئے، پیغمبر اکرم (ص) اپنے دوسرے چچا عباس جو ابو طالب سے زیادہ امیر اور دولت مند تھے، سے گفتگو کی اور دونوں کے درمیان یہ طے پا گیا کہ ہر ایک حضرت ابو طالب کے لڑکوں میں سے ایک ایک کو اپنے گھر لے جائے تا کہ اس قحط کے زمانے میں ابو طالب کی پریشانیوں میں کچھ کمی واقع ہو چنانچہ جناب عباس، جعفر کو اور پیغمبر اسلام (صلى الله عليه وآله وسلم) حضرت علی علیہ السلام کو اپنے گھر لے گئے۔ [11]

اب جبکہ حضرت علی علیہ السلام مکمل طور پر پیغمبر کے اختیار میں تھے حضرت علی نے انسانی اور اخلاقی

فضیلتوں کے گلستان سے بہت زیادہ فائدہ اٹھا یا اور پیغمبر اسلام کی سر پرستی میں کمال کے بلندترین درجے پر فائز ہوئے، امام علیہ السلام نے اپنے خطبے میں اس زمانے اور پیغمبر کی تربیت کی طرف اشارہ کیا ہے آپ فرماتے ہیں :

”وَلَقَدْ كُنْتُ اتَّبِعُهُ الْفَصِيلُ أُمَّهُ يَرْفَعُ لِي كُلَّ يَوْمٍ مِنْ أَخْلَاقِهِ عِلْمًا وَ يَأْمُرُنِي بِالْإِقْتِدَاءِ بِهِ“ [12]

میں اونٹ کے اس بچہ کی طرح جو اپنی ماں کی طرف جاتا ہے ، پیغمبر کی طرف گیا، آپ روزانہ مجھے اپنے اخلاق حسنہ کا ایک پھلو سکھاتے تھے اور حکم دیتے کہ ان کی پیروی کروں۔

حضرت علی علیہ السلام غار حرا میں

پیغمبر اسلام (ص) رسالت پر مبعوث ہونے سے پہلے تک سال میں ایک مہینہ غار حرا میں عبادت میں مصروف رہتے تھے اور جیسے ہی مہینہ ختم ہوتا تھا آپ پہاڑ سے نیچے اترتے تھے اور سیدھے مسجد الحرام کی طرف جاتے تھے اور سات مرتبہ خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے پھر اپنے گھرواپس آتے تھے ۔ یہاں پر سوال یہ ہے کہ جب پیغمبر اسلام حضرت علی علیہ السلام سے اس قدر محبت کرتے تھے تو کیا اس عجیب و غریب جگہ پر عبادت و دعا کے لئے حضرت علی علیہ السلام کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے یا انہیں اتنی مدت تک چھوڑ کر جاتے تھے ؟

تمام قرائن سے پتہ چلتا ہے کہ جس دن سے پیغمبر اسلام حضرت علی علیہ السلام کو اپنے گھر لے گئے اس دن سے ایک دن کے لئے بھی انہیں اپنے سے جدا نہیں کیا۔

مورخین لکھتے ہیں :

حضرت علی علیہ السلام ہمیشہ پیغمبر کے ساتھ رہتے تھے اور جب بھی پیغمبر شہر سے باہر جاتے اور بیابان اور پہاڑ کی طرف جاتے تو حضرت علی علیہ السلام کو اپنے ساتھ لے جاتے۔ [13]

ابن ابی الحدید کہتے ہیں :

حدیثوں سے پتہ چلتا ہے کہ جب جبرئیل پہلی مرتبہ پیغمبر اسلام پر نازل ہوئے اور انہیں رسالت کے عہدے پر فائز کیا اس وقت علی علیہ السلام پیغمبر (ص) کے ہمراہ تھے اور وہ دن انہی دنوں میں سے تھا جن دنوں پیغمبر اسلام غار حرا میں عبادت کے لئے جایا کرتے تھے ۔

حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام اس سلسلے میں فرماتے ہیں :

”وَلَقَدْ كَانَ يُجَاوِزُ فِي كُلِّ سَنَةٍ بَحْرَاءَ فَأَرَاهُ وَ لِأَيُّرَاهُ غَيْرِي...“ [14]

”پیغمبر ہر سال غار حرا میں عبادت کے لئے جاتے تھے اور میرے علاوہ کسی نے انہیں نہیں دیکھا“ اس جملے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مولائے کائنات غار حرا میں پیغمبر اسلام کے ہمراہ ، رسالت کے بعد بھی تھے لیکن گذشتہ قرائن سے مولائے کائنات کا پیغمبر اسلام کے ساتھ غار حرا میں ہونا غا لباً رسالت سے پہلے ہے اور خود یہ جملہ اس بات کی تائید کرتا ہے کہ یہ واقعہ پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کی رسالت سے پہلے کا ہے ۔

حضرت علی علیہ السلام کی طہارت و پاکیزگی اور پیغمبر اسلام کے ہاتھوں ان کی پرورش کا ہونا اس بات کا سبب بنا کہ اسی بچپن کے زمانے میں حساس دل اور چشم بصیرت اور اپنی بہترین سماعتوں کے ذریعے ایسی چیزیں دیکھیں اور ایسی آوازیں سنیں کہ جن کا سننا یا دیکھنا عام آدمی کے لئے ممکن نہیں ہے ۔

چنانچہ امام علیہ السلام خود اس سلسلے میں فرماتے ہیں :

”أُرَى نُورَ الْوَحْيِ وَ الرِّسَالَةِ وَ أَشْمُ رِيحَ النَّبُوءَةِ“ [15]

ہم نے بچپن کے زمانے میں غار حرا میں پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کے ساتھ وحی اور رسالت کے نور کو دیکھا جو پیغمبر پر چمک رہا تھا اور پاک و پاکیزہ نبوت کی خوشبو سے اپنے مشام کو معطر کیا ۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :

امیرالمومنین (ع) نے پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کی رسالت سے پہلے نور رسالت اور وحی کے فرشتے کی آواز کو سنا تھا اس عظیم موقع پر جب کہ آپ پر وحی نازل ہوئی۔ آپ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا : اگر میں خاتم الانبیاء نہ ہوتا تو تم میں پیغمبری کی تمام چیزیں بدرجہ اتم موجود تھیں اور تم میرے بعد پیغمبر ہوتے لیکن تم میرے بعد میرے وصی اور وارث اور تمام وصیوں کے سردار اور متقیوں کے پیشوا ہو۔ [16]

امیرالمومنین علیہ السلام اس غیبی آواز کے متعلق جس کو آپ نے بچپن میں سنا تھا ارشاد فرماتے ہیں : جس وقت پیغمبر پر وحی نازل ہوئی اسی وقت میرے کانوں سے کسی کے نالہ و فریاد کی آواز ٹکرائی میں نے رسول خدا سے پوچھا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) یہ نالہ و فریاد کیسا ہے ؟

آپ نے فرمایا : یہ شیطان کی نالہ و فریاد ہے اور اس کی علت یہ ہے کہ میری بعثت کے بعد زمین والوں کے درمیان جو اس کی اطاعت و پرستش ہوتی اس سے یہ نا امید ہو گیا ہے پھر پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) علی علیہ السلام کی طرف مخاطب ہو کر کہتے ہیں :

”إِنَّكَ تَسْمَعُ مَا اسْمَعُ وَتَرَى مَا أَرَى ، أَلَا أَنْتَ لَسْتَ بِنَبِيٍّ وَلَكِنَّكَ وَزِيرٌ“ [17]

اے علی! جس چیز کو میں نے سنا اور دیکھا تم نے بھی اسے دیکھا اور سنا مگر یہ کہ تم پیغمبر نہیں ہو بلکہ تم میرے وزیر اور مددگار ہو ۔

[1] نہج البلاغہ، کلمات قصار نمبر ۱۷۷، فیک کے بجائے فیّ ہے۔

[2] مجمع البیان، ج ۴، ص ۳۷۔

[3] مجمع البیان، ج ۴، ص ۳۷۔

[4] کشف الغمہ، ج ۱ ص ۹۰

[5] جیسے مروج الذهب، ج ۲ ص ۳۲۹، بشرح الشفاء، ج ۱ ص ۱۵۱

[6] مستدرک حاکم، ج ۳ ص ۴۸۳

[7] شرح قصیدہ عبدالباقی آفندی ص ۱۵

[8] بعض لوگوں نے مثلاً بن خشاب نے اپنی کتاب موالید الائمہ میں علی علیہ السلام کی کل عمر ۶۵ سال اور

بعثت پیغمبر سے پہلے ۱۲ سال لکھی ہے۔ تفصیل کے لئے کتاب کشف الغمہ تالیف مشہور مورخ علی بن عیسیٰ اربلی (متوفی ۶۹۳ھ) ص ۶۵ پر دیکھ سکتے ہیں۔

[9] کشف الغمہ، ج ۱، ص ۹۰۔

[10] نہج البلاغہ عیدہ، ج ۲ ص ۱۸۲، خطبہ قاصعہ ۔

[11] سیرہ ابن ہشام، ج ۱ ص ۲۳۶ ۔

[12] نہج البلاغہ عیدہ، ج ۲ ص ۱۸۲۔

[13] شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج ۱۳ ص ۲۰۸

[14] نہج البلاغہ، خطبہ ۱۸۷ (قاصعہ)

[15] قبل اس کے کہ پیغمبر اسلام (ص) خدا کی طرف سے رسالت کے منصب پر فائز ہوں وحی اور غیبی آوازوں

کو سنا جیسا کہ روایات میں ذکر ہے - شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ، ج ۱۳ ص ۱۹۷

[16] شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج ۱۳ ص ۳۱۰

[17] نہج البلاغہ، خطبہ قاصعہ